میدان عرفات سے نعرۂ حق

تحریر: **ڈاکٹر اسرار احمد** (بانی تنظیم اسلامی)

founder@tanzeem.org

اس سال حج کے موقع پر میدان عرفات میں امام کعبہ اور سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ آل شیخ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا وہ بہت غیر معمولی خطبہ تھا۔ عام طور پر اِن خطابات میں تذکیر و نصیحت ہوتی ہے' دینداری کی تلقین ہوتی ہے' تقویٰ کی تعلیم ہوتی ہے' شعائر اللہ کے ادب و احترام کی تاکید ہوتی ہے اور اِس کے ساتھ ساتھ کچھ اخلاقی برائیوں کی مذمت کی جاتی ہے' لیکن دنیا کے حالات خاص طور پر سیاسی حالات کے بارے میں لب کشائی نہیں کی جاتی۔ لیکن اس خطبے کی امتیازی شان یہ تھی کہ اِس میں متذکرہ تمام چیزیں بھی تھیں' مثلاً وعظ و نصیحت بھی تھی' تقویٰ و تدین کی تعلیم بھی تھی' شعائر اللہ کے احترام کا درس بھی تھا' اخلاقی برائیوں کی مذمت اور اُن سے اجتناب کی تلقین بھی تھی' اور ان سب کے ساتھ ساتھ خطیب صاحب نے بعض ایسی باتیں بھی کہیں کہ جن کو بار بار دھرانے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے اپنے خطبے میں ایک خاص بات یہ کہی کہ مغرب ہماری تہذیب کو تباہ کرنے پر تلا ہوا ہے۔ یہ واضح اشارہ اقوام متحدہ کے Social Engineering Programme کی طرف ہے۔ یہ بات اب کوئی راز نہیں کہ بے حیائی' بے پردگی' عورت اور مرد کی کامل سادات اور عورت کی آزادی کی تحریک' یہ سارا پروگرام آج اقوام متحدہ ہی کی سرپرستی میں جاری ہے' اور اِسی کا حسین عنوان Social Engineering Programme رکھا گیا ہے۔ امام صاحب نے خواتین سے خاص طور پر اپیل کی ہے کہ وہ مغربی تہذیب کی یلغار سے اپنے آپ کو بچائیں۔ دجالیت کا جو سیلاب آ رہا ہے' اُس سے خود بھی بچیں' اور اپنی اولاد کی بھی حفاظت کریں۔ اِس سلسلے میں انہوں نے ٹی وی چینلز کا ذکر کیا۔ ٹی وی کے یہ مخرّب الاخلاق چینل اس وقت دنیا میں اِس قدر عام ہو چکے ہیں کہ بچے بچے کی رسائی اُن تک ہو چکی ہے اور وہ اسلامی تہذیب کو ملیامیٹ کرنے کے لئے مغربی ایجنڈے کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اِس کی طرف انہوں نے بہت عمدگی سے اشارہ کیا ہے۔ ایک اور بات جو انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر کہی ہے: یہ ہے کہ روشن خیالی کے نعرے خلاف اسلام ہیں۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ عام روایت سے ہٹ کر انہوں نے یہ بات کیسے کہہ دی اور انہوں نے اِس بات کی چنداں پروا نہیں کی کہ اِس سے صدر جنرل پرویز مشرف کی بات کی یکسر نفی ہو رہی ہے۔ بلاشبہ نام نہاد روشن خیالی کی نفی کر کے انہوں نے بڑی جراتمندانہ بات کہی ہے' ورنہ عام طور پر سیاسی مصلحتوں کی بناء پر اِن خطاب میں کوئی ایسی بات نہیں کہی جاتی جو کسی خاص ملک کے صدر یا سربراہ مملکت کے خلاف جاتی ہو۔ ایک اور بات انہوں نے واضح طور پر یہ کہی کہ سرمایہ دارانہ نظام جس کی اساس سود ہے اور کمیونزم کا نظام جس کی بنیاد وسائل پیداوار کی اجتماعی ملکیت کا تصور ہے' دونوں خلاف اسلام ہیں۔ لہٰذا ہمیں ایک ایسا نظام اختیار کرنا چاہیے جو نہ تو کیپٹل ازم ہو' اور نہ ہی سوشلزم' بلکہ خالص اسلامی اصولوں پر مبنی ہو۔ اِس کے علاوہ انہوں نے عراق اور افغانستان کے مجاہدین کی تائید کی' اور اُس کے ساتھ یہ کہہ کر احتیاط کا پہلو ملحوظ رکھنے کی ہدایت بھی کی کہ مسلمان بھائیوں کو بچاؤ' اُن کے جان و مال کی حفاظت کرو۔ یہ تمام باتیں حد درجہ اہمیت کی حامل ہیں' لیکن میرے نزدیک امام کعبہ نے جو اہم ترین باتیں کہی ہیں وہ دو ہیں۔ ایک یہ کہ دشمن ہمارے وسائل پر قبضہ کرنا چاہتا ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ عراق اور افغانستان میں اِسی لئے آیا ہے تاکہ ہمارے وسائل پر قبضہ کر سکے' اور دوسری بات یہ کہ وہ ہمارے علاقے کو میدان جنگ بنانا چاہتا ہے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ آئندہ ہونے والی تیسری عالمی جنگ کا میدان مشرق وسطیٰ (Middle East) بنے گا۔ اس کے برخلاف کہ پچھلی صدی میں ہونے والی عظیم عالمی جنگیں یورپ میں لڑی گئیں۔ اور ظاہر ہے کہ اِس کا خمیازہ بھی اہل یورپ ہی کو بھگتنا پڑا۔ اُن کی پوری کی پوری آبادیاں تباہ ہو گئیں۔ شہر اجڑ گئے۔ پورے ملک برباد ہو گئے۔ اِس حوالے سے گویا یہ طے کر دی گئی تھی کہ اگر آئندہ کوئی زور آزمائی اور معرکہ

آرائی ہوئی تو اُس کا میدان جنگ یورپ کی بجائے مشرق وسطیٰ کو بنایا جائے گا۔ اِس وقت عراق اور افغانستان میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے پیچھے ایک تو خالص مذہبی جذبہ ہے۔ یہ مذہبی جذبہ دو سکیموں کی صورت میں کارفرما ہے۔ ایک مذہبی سکیم یہود کا گریٹر اسرائیل کا منصوبہ ہے۔ گریٹر اسرائیل کا نقشہ اسرائیل پارلیمنٹ کی پیشانی پر موجود ہے۔ اُس کے مطابق مصر کا بہت بڑا حصہ اور صحرا سینا' اِس کے علاوہ پورا عراق' پورا اردن' پورا فلسطین پورا شام' ترکی کا جنوبی حصہ اور سعودی عرب یا حجاز کا شمالی حصہ (بشمول مدینہ منورہ) اِس میں شامل ہے۔ یہودیوں کے اِس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں امریکہ کے نیوکونز (یعنی نیوکنزرویٹو عیسائی) جو یہودیوں سے بڑھ کر یہودی ہیں' بھرپور اور فعال کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان لوگوں کو عیسائی صیہونی (Christian Zoinist) کہا جاتا ہے۔ اگرچہ صیہونیت یہودیوں کی تحریک ہے مگر ''عیسائی صیہونی'' یہودیوں سے بڑھ کر اس تحریک کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔ بہرحال عراق پر حملے کا ایک خاص سبب یہی تھا کہ گریٹر اسرائیل کے قیام کے لئے میدان ہموار کر دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ شیرون نے صدام حکومت کے خاتمے کے فوراً بعد کہہ دیا تھا کہ عنقریب عراق پر ہمارا قبضہ ہو گا۔ ظاہر ہے کہ دجلہ وفرات کی وادی جو دنیا کے زرخیز ترین علاقوں میں سے ہے' یہودیوں کی نگاہ میں ہے۔ پہلے وہ کہتے تھے کہ دریائے دجلہ تک ہمارا علاقہ ہے۔ اب کہتے ہیں' نہیں' بلکہ ہمارا علاقہ دریائے فرات تک ہے۔ دوسری مذہبی سکیم کیتھولک عیسائیوں کی ہے۔ اِس کا تذکرہ خود پروٹسٹنٹ عیسائی کرتے ہیں۔ وہ کیتھولک عیسائیوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اُن کا پیشوا سابق پوپ (جسے ایک ماہنامہ رسالے The Philadelphia Trumpt میں شیطان تک کہا گیا) یورپ کو دوبارہ اُسی طرح متحد کر رہا ہے' جیسے پوپ اربن ثانی نے تمام عیسائیوں کو جمع کر کے صلیبی جنگ کا آغاز کرایا تھا۔ اِس اعتبار سے یہ بات برملا کہی جا سکتی ہے کہ یہ گویا آخری صلیبی جنگ ہے کہ جس کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ اور واقعتاً اِس ضمن میں نیٹو کے تحت اِس میں پورا یورپ جمع ہو رہا ہے' حالانکہ نیٹو U.S.S.R کے مقابلے میں بنایا گیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ U.S.S.R کا تو کب کا خاتمہ ہو چکا ہے' پھر کا ہے کے لئے اُسے برقرار رکھا ہوا ہے۔ یہ سوال نیٹو چیف سے بھی کیا گیا تھا اور اس کے جواب میں اُس نے صاف کہہ دیا تھا کہ ہم نے نیٹو اس لئے برقرار رکھا ہوا ہے' کیونکہ ہمیں مسلم فنڈامنٹل ازم کا مقابلہ کرنا ہے۔ فلاڈلفیا ٹرمپٹ کے مدیر کا کہنا ہے کہ پوپ یہ چاہتا ہے کہ پورے فلسطین میں رومن کیتھولک حکومت قائم ہو' بالکل اُسی طرح جس طرح انڈونیشیا کے جزیرے تیمور کے مشرقی علاقے میں ''مشرقی تیمور'' کے نام سے عیسائی ملک قائم کیا گیا ہے۔ یہ دو تو مذہبی سکیمیں ہیں۔ جہاں تک مالی وسائل پر قبضے کا تعلق ہے بلاشبہ یہ بھی دشمن کے پیش نظر ہے۔ دنیا کے تیل کا دوسرا بڑا ذخیرہ عراق کے پاس ہے۔ دوسرے یہ کہ بعد میں جب خلیج کے تیل کے ذخیرے ختم ہونے کو ہوں گے تو پھر سب سے زیادہ اہمیت وسطی ایشیا کے ممالک کی ہو گی' جو کبھی U.S.S.R کا حصہ تھے اور اب علیحدہ ہو گئے ہیں۔ وہاں تیل اور گیس کے بے پناہ وسائل موجود ہیں۔ چونکہ اِن وسائل تک رسائی کے لئے راستہ افغانستان کی سرزمین ہے' لہٰذا افغانستان پر حملے کا ایک سبب یہ بھی تھا۔ اگرچہ مجھے خیال آتا ہے بائبل اور نبی اکرم ﷺ کی پیشینگوئیوں میں سے بعض کا علم یقیناً یہودیوں کو ہے' کیونکہ وہ اِن کا مطالعہ کرتے ہیں اور غالباً اِن کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی طویل المیعاد پلاننگ کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے اور یہودیوں کے ساتھ آخری مقابلہ ہو رہا ہو گا تو اُس وقت یہودیوں کو کہیں پناہ نہیں ملے گی' البتہ صرف غرقد نامی درخت ہو گا جو انہیں پناہ دے گا۔ غرقد کے علاوہ دوسرے درخت بھی کہہ دیں گے کہ اے بندۂ مومن! یہاں ایک یہودی چھپا ہے' اُسے قتل کر دو۔ میرا خیال ہے کہ اسرائیل میں یہودیوں نے بہت بڑے پیمانے پر غرقد کی پلانٹیشن اِسی سبب سے کی ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی حدیث اُن کے علم میں ہے۔ اِسی طرح یہودی اس حدیث سے بھی آگاہ ہیں۔ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''خراسان سے سیاہ جھنڈے نکلیں گے اور انہیں کوئی طاقت لوٹا نہ سکے گی۔ یہاں تک کہ وہ ایلیاء یروشلم میں جا کر نصب ہو جائیں گے۔'' اِسی لئے انہوں نے کوشش کی ہے کہ وہ وقت آنے سے پہلے افغانستان پر قبضہ کر لیا جائے۔ اِس لئے کہ حدیث میں جس خراسان کا تذکرہ ہے اُس کا دل افغانستان ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے دور میں جو خراسان ہوتا تھا اُس کا بڑا حصہ موجودہ افغانستان ہے اور پاکستان کا کچھ علاقہ بھی اُس میں شامل تھا' اور یہ مالاکنڈ سے اوپر کا علاقہ ہے۔ اِس کے علاوہ ایران کا صوبہ خراسان بھی گریٹر خراسان میں شامل تھا۔ آپؐ کی پیشینگوئی کے مطابق یہاں سے وہ فوجیں جائیں گے' جو حق وسچائی کی قوتوں کو سپورٹ کریں

گی۔ایک طرف اہل ایمان ہوں گے۔اور دوسری طرف دجال اکبر اور اُس کے ساتھ یہودی اور عیسائی ہوں گے۔حق و باطل کے اِس معرکے میں یہاں سے جانے والی فوجیں جا کر فیصلہ کن کردار ادا کریں گی۔ممکن ہے کہ اُسی کے لیے انہوں نے افغانستان پر قبضہ کیا ہو۔ورنہ فی نفسہٖ افغانستان کے اندر قابل لحاظ وسائل نہیں ہیں۔تیل اور گیس نہیں۔لیکن چونکہ وسطیٰ ایشیا تک راستہ افغانستان و پاکستان سے ہو کر گزرے گا' لہٰذا اِن دونوں ممالک کو اپنے انگوٹھے تلے کرنا ضروری ہے۔اب اِسی حوالے سے یہ جنگوں کا سلسلہ شروع ہے۔امت مسلمہ پر جو عذاب آ رہا ہے وہ ہمارے کرتوتوں کے سبب آ رہا ہے۔جیسے سورۂ روم میں فرمایا: ترجمہ: ''خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تا کہ اللہ ان کو ان کے بعض عملوں کا مزہ چکھائے' عجب نہیں کہ وہ باز آ جائیں۔'' ہماری ذلت و رسوائی کا سبب یہ ہے کہ ہمیں شھداء علی الناس کا مقام دیا گیا تھا۔ہمارا کام یہ تھا کہ لوگوں پر دین کی گواہی دیتے' انہیں دین کی تعلیمات سے آگاہ کرتے' اُن کے سامنے دین کا نقشہ پیش کرتے کہ آؤ دیکھو یہ ہے کہ اللہ کا دین' یہ ہے نظام مصطفیٰ۔مگر ہم کہیں بھی' دنیا کے ایک انچ رقبے پر اللہ کا دین بتمام و کمال نافذ نہیں کر سکے' لہٰذا اس جرم کی سزا ہے جو ہمیں آج مل رہی ہے۔یہ سزا اِس لیے دی جا رہی ہے تا کہ ہم مسلمانوں کے لئے تازیانہ عبرت ثابت ہو' ہم ہوش میں آ جائیں اور یہ بات تو یقینی ہے کہ بالآخر ہمیں ہوش میں آنا ہے (انشاء اللہ)۔اگرچہ ابھی کچھ اور مصیبتیں اور تکلیفیں آئیں گی' لیکن آخر کار مسلمان بیدار ہوں گے اور اللہ کا دین پوری دنیا پر غالب ہوگا۔حضرت مسیحؑ کے ہاتھوں عیسائیت کا مذہب ختم ہو جائے گا۔عیسائیت اسلام میں مدغم ہو جائے گی۔مسلمانوں کے ساتھ عیسائیوں کے ملنے سے مسلم امہ کی آبادی دنیا کی آبادی کا دو تہائی ہو جائے گی۔پھر ان کے ذریعے سے پوری دنیا پر اسلام کا غلبہ ہو جانا کوئی مشکل بات نظر نہیں آتی۔اگر بغور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حالات بڑی تیزی کے ساتھ اُسی طرف جا رہے ہیں۔میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ توفیق عطا فرمائے کہ ہم حالات کو سمجھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے دینی فرائض کا شعور حاصل کریں اور انہیں ادا کرنے کے لئے کمر بستہ ہو جائیں۔(شائع شدہ: خبریں، پاکستان، جرأت، انصاف، جناح)